مالکن: انجمن ادبی رسائل، پاکستان

کراچی
فاران

جلد نمبر ۱۲

ایڈیٹر: ماہر القادری

شمارہ نمبر ۱

سالانہ
چھ روپے

فی پرچہ
۵۰ پیسے

ترتیب ماہِ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

مقام اشاعت:۔ دفتر فاران کیمبل اسٹریٹ کراچی نمبر ۱

پرنٹر و پبلشر:۔ مسرور حسین
مطبوعہ:۔ مطبع سعیدی کراچی

کتبہ: ساجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش اوّل

اسلامی تہذیب کی حد ... ہم کہہ سکتے ہیں کہ "حرم" یعنی مسلمان کا گھر ہی وہ آخری جائے پناہ ہے جہاں اسلام اپنے تمدن اور اپنی تہذیب کی حفاظت کرتا ہے۔ عورت کو جن مصلحتوں کی بنا پر اسلام نے حجاب شرعی میں رکھا ہے ان میں سے ایک بڑی مصلحت یہ بھی ہے کہ کم از کم وہ سینہ تو نورِ ایمان سے منور رہے جس سے ایک مسلمان بچہ دودھ پیتا ہے۔ کم از کم وہ گود تو کفر و ضلالت اور فسادِ اخلاق و اعمال سے محفوظ رہے جس میں ایک بچہ پرورش پاتا ہے۔ کم از کم اس گہوارے کے اردگرد تو خالص اسلامی فضا چھائی رہے جس میں مسلمان کی نسل اپنی زندگی کی ابتدائی منزلوں سے گذرتی ہے۔ کم از کم وہ چار دیواری تو بیرونی اثرات سے محفوظ رہے جس میں مسلمان بچے کے سادہ دل و دماغ پر تعلیم و تربیت اور مشاہدات کے اولین نقوش ثبت ہوتے ہیں۔ پس "حرم" دراصل اسلامی تہذیب کا سب سے زیادہ مستحکم قلعہ ہے جس کو اسی لئے تعمیر کیا گیا تھا کہ یہ تہذیب اگر کبھی شکست کھا کر پسپا ہو بھی تو یہاں پناہ لے سکے......

مگر افسوس کہ اب یہ قلعہ بھی ٹوٹ رہا ہے۔

(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی)

اس "حرم" کو جو اسلام کا مضبوط ترین قلعہ اس کی تہذیب کا اصلی حصار اور اس کے تمدن کا بنیادی گہوارہ ہے اپنی اصلی شکل پر قائم رکھنے کے لئے خدا اور اس کے رسولؐ نے ایک مفصل عائلی قانون بھی دیا ہے تاکہ اس حصار میں کبھی رخنے نہ پڑ سکیں اور یہ قلعہ کبھی شکست زدہ نہ ہونے پائے۔ خاندان کے بقا اور تحفظ کے لئے یہ عائلی قانون اتنا ہی ضروری ہے جتنے بقائے حیات کے لئے ہوا اور پانی! یہ قانون ایک مکمل وحدت ہے جس کا ہر جزو دوسرے جزو سے مربوط اور منسلک ہے اس میں ایک حسین توازن قائم ہے اور اس کے اجزا میں بے سوچے سمجھے تبدیلی اس کے حسن کو تباہ اور اس کے توازن کو برباد کر سکتی ہے۔ یہ قانون ایک نسخہ کی مانند ہے جس میں تمام اجزا اپنی مناسب مقدار میں موجود ہیں۔ اگر ان اجزا میں "عطائی طبیب" کے مشورہ اور معالجہ کے انداز پر تبدیلیاں کی جائیں تو وہ مریض کے لئے مہلک بھی ہو سکتی ہیں۔

ہم اس عائلی قانون کے چند پہلو بلا تبصرہ پیش کر رہے ہیں۔

(۱) اسلام عائلی زندگی کی بنیاد مرد اور عورت کے اس جائز اور پائیدار تعلق پر رکھتا ہے جسے نکاح کہتے ہیں۔ نکاح سے وہ خاندان وجود میں آتا ہے جو تہذیب کا گہوارہ ہے۔ یہ ایک حصار ہے اور اس حصار کے باہر کا ہر صنفی تعلق "فحش" اور "گناہ" ہے

خاندان کا ادارہ وہ بنیادی ادارہ ہے جسے اسلام ہر قیمت پر قائم و محفوظ رکھنا چاہتا ہے جس کی بنیاد پر پورا عائلی نظام قائم ہوتا ہے اور جس کی اساس محبت، مودت اور صلہ رحمی پر ہے۔

أُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ (النساء ۲۴)

(یہ عورتیں جو تم پر حرام کی گئی ہیں) ان کے سوا باقی سب عورتیں تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں۔ بشرطیکہ شہوت رانی کے لئے نہیں بلکہ نکاح میں لانے کے لئے تم اپنے اموال کے ذریعہ انہیں حاصل کرنا چاہو۔

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ (المائدہ - ۵)

آج تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کی گئیں... اور عورتیں (محصنات) خواہ وہ مومن ہوں یا اہل کتاب میں سے، بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کرکے قید نکاح میں لانے والے ہو نہ کہ علانیہ یا چوری چھپے ناجائز تعلقات پیدا کرنے والے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً (الروم ۲۱)

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے خود تم ہی میں سے جوڑے پیدا کئے ہیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی ہے

اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج (بخاری و مسلم)

(عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا) اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ نکاح کرے اس لئے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے (اور ان میں سے ایک ہے) وہ نکاح کرنے والا جو پرہیزگاری (اور گناہ سے بچنے) کی نیت رکھتا ہو (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ۔

النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی

نکاح میری سنت ہے پس جو شخص اس سے منہ موڑتا ہے وہ میری سنت سے روگردانی کرتا ہے اور اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کے عائلی نظام میں خاندان اور تمام رشتوں کی بنیاد نکاح پر ہے اور فقہا نے لکھا ہے کہ:-

• جو عبادتیں ہمارے لئے ضروری قرار دی گئی ہیں ان میں کوئی ایسی عبادت نکاح اور ایمان کے علاوہ نہیں جو حضرت آدم سے شروع ہوئی ہو اور پھر جنت تک ساتھ چلی جاتی ہو"

(رد مختار، کتاب النکاح)

(ب) نکاح سے باہر کے ہر تعلق کو ممنوع کیا اور زنا کو عظیم ترین جرم قرار دیا ہے۔ اس پر سخت ترین حد قائم کی ہے تاکہ سوسائٹی سے یہ برائی نسیاً منسیا ہو جائے۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (النور، ۲)

"زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو۔ اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو"

مؤطا میں زید بن اسلمؓ سے یہ حدیث مروی ہے۔

"ایک زانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ جو زنا کا خود اقرار کرتا تھا۔ رسول اللہ نے کوڑے مارنے کا حکم دیا، اور فرمایا۔ اے لوگو اب وقت آگیا ہے کہ تم باز رہو اللہ کی حدوں سے"

زنا وہ جرم ہے جس کی زد خاندان کی جڑ پر پڑتی ہے اور یہ اس کے شیرازہ کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔ اس لئے اسلامی سوسائٹی اسے کسی قیمت پر اور کسی بھی شکل میں —— ڈھکی یا چھپی —— کبھی برداشت نہیں کر سکتی اور اس جرم کے مرتکبین کے لئے سخت سے سخت قانون ہے۔ جس کے معاملہ میں ذرا سے بھی تساہل یا نرمی سے دین میں فساد اور معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوگا۔

(ج) چونکہ نکاح سے باہر کے تمام تعلقات کو اسلام نے ممنوع کر دیا ہے اس لئے ہر شخص کو اس بات کی اجازت ہے کہ اگر وہ چاہے تو ایک سے زیادہ شادیاں کر سکتا ہے۔ یہ حق ہر فرد کو حاصل ہے اور فرد کا ذاتی فیصلہ ہی اس سلسلے میں معتبر ہے۔ قرآن صاف صاف کہتا ہے کہ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ عقد کی گرہ کھولنا اور باندھنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ اسلام اپنی سوسائٹی میں کسی بد اخلاقی کو گوارا نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس نے اس بات کا موقع رکھا ہے کہ اگر ایک شخص ضرورت محسوس کرے یا اسے فتنہ کا ڈر ہو تو ایک سے زیادہ شادیاں بھی کر سکتا ہے۔ خدا اور رسولؐ نے اس دروازہ کو کھلا رکھا ہے اور جس دروازہ کو خدا اور اس کے رسول نے کھلا رکھا ہے اسے بند کرنے کا حق کس کو ہے؟

لیکن اسلام نے اس اجازت کے ساتھ یہ پابندیاں بھی لگائی ہیں۔

(۱) ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں نہ ہوں۔

(۲) تمام بیویوں کے درمیان ممکنہ برابری کا سلوک ہو اور انصاف قائم کیا جائے۔

جو شخص بھی اس اجازت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ ان ہدایات پر بھی عمل کرے۔ دوسری شادی اپنی ذات سے کوئی برائی نہیں ہے۔ برائی، بے انصافی اور کسی بیوی کو معلق کر دینا ہے اور اگر یہ صورت پیدا ہو جائے تو شریعت اس کے تدارک کے لئے قانون کی مشنری کو حرکت میں لاتی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا۔ (النساء، ۳)

"اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان کے سوا جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو، یا تین تین یا چار چار ان سے نکاح کر لو۔ اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔"

یہاں صاف الفاظ میں مرد کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ چار بیویوں تک کو اپنے حبالہ عقد میں لا سکتا ہے اور اس کے لئے لازم کیا گیا ہے کہ ان کے درمیان انصاف قائم کرے۔ اگر وہ انصاف قائم نہیں کر سکتا تو پھر اس کے لئے بہتر ہے کہ ایک ہی بیوی پر قناعت کرے۔ احادیث سے بھی اسی کی تشریح و توضیح ہوتی ہے۔

"حضرت سالم رض کہتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ غیلان ابن سلمہ اسلام لائے ہیں تو ان کے نکاح میں اس وقت دس عورتیں تھیں وہ سب کی سب مسلمان ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان میں سے صرف چار عورتوں کو پسند کرو۔ (اَنْ تَتَخَيَّرَ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا) (مسند احمد بن حنبل و ترمذی)

قیام انصاف کے سلسلہ میں قرآن میں آیا ہے کہ

فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ — کسی ایک کی طرف بالکل نہ جھک پڑو کہ دوسری کو گویا معلق رکھ چھوڑو۔

(النساء)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل و انصاف کو ملحوظ نہ رکھے وہ قیامت کے دن اس حالت میں حاضر ہوگا کہ اس کا آدھا دھڑ بے کار ہوگا۔ (بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم، صفحہ ۵۶۱)

خود حضور کا تعامل بھی یہی تھا کہ تمام ازواج مطہرات کے درمیان کامل انصاف برتتے۔ ہر ایک کی باری مقرر تھی۔ اور کبھی ایک کی باری پر دوسری کے یہاں شب نہ گذارتے۔ الا یہ کہ وہ خود بخوشی اس کی اجازت دے دیتیں۔ جیسا کہ حضرت سودہ رض نے جب وہ بوڑھی ہو گئیں تو آپ سے فرمایا "یارسول اللہ میں نے اپنی باری عائشہ کو بخش دی"۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

اس بحث سے یہ امور واضح ہوتے اور سامنے آتے ہیں۔

- اسلام نے نکاح کو جائز تعلق کا ذات قرار دیا ہے
- نکاح سے باہر کے تعلقات کو ممنوع کیا ہے اور زنا پر حد جاری کی ہے
- تعدد ازدواج کا دروازہ کھلا رکھا ہے
- نکاح کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ افراد پر چھوڑا ہے
- تعدد ازدواج کی شکل میں پورے پورے انصاف کی ہدایت کی ہے۔ اور کوئی قانونی مداخلت صرف اسی شکل میں ہو سکتی ہے جب انصاف قائم نہ کیا جائے اور قرآنی ہدایت کی خلاف ورزی ہو۔ جس طرح پہلی بیوی سے نکاح کرتے وقت فرد پر اسلام نے کسی عدالت، حاکم یا پنچایت سے اجازت لینے کی پابندی عائد نہیں کی، اسی طرح دوسری تیسری اور چوتھی بیوی کے نکاح پر ایسی کوئی پابندی اللہ اور رسول نے نہیں لگائی۔

(د) نظام خاندان میں مرد اور عورت کے حقوق ایک دوسرے پر مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کے درمیان ایک عملی قسم کی مساوات قائم کی گئی ہے۔ مرد کو خاندان کا سربراہ اور قوام مقرر کیا گیا ہے اور اس حیثیت سے اسے عورت پر ایک درجہ حاصل ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ — عورتوں کو بھی حسن سلوک کا ویسا ہی حق حاصل ہے جیسا مردوں

عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرہ — ۲۲۸)

کو ان پر ہے۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ حاصل ہے

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (النساء — ۳۴)

مرد عورتوں پر قوام ہیں اس بنا پر کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ وہ اپنے اموال خرچ کرتے ہیں پس جو نیک عورتیں ہیں۔ وہ شوہروں کی اطاعت کرنے والی اور ان کی غیر موجودگی میں توفیق الٰہی ان کے حقوق کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔

اور مرد کو ہدایت کی کہ:—

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء) اور عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو۔

اسی طرح مرد پر نفقہ کی ذمہ داری ڈالی اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

"وہ مرد بہتر ہے جو اپنی بیوی سے اچھی طرح پیش آئے۔" (ترمذی)

"ایمان میں کامل وہ مسلمان ہے جو خلق کا اچھا ہو اور جو اپنے بیوی بچوں اور گھر کے لوگوں پر بہت مہربان ہو۔" (ترمذی)

(ھ) اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی تنازعہ ہو جائے تو بہتر ہے کہ اسے آپس میں طے کرلیں لیکن اگر بات بڑھے تو بھی مناسب ہے کہ معاملہ گھر کے گھر ہی میں طے ہو۔ بیچ چوراہے پر غیروں کے سامنے گندے کپڑے نہ دھلیں۔ اسلامی معاشرت کا مزاج اسے قبول نہیں کرتا کہ بات زبان سے نکلے اور کوٹھوں چڑھے۔ اسلامی طریقہ یہ ہے کہ:—

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا (النساء — ۳۵)

اور اگر تم لوگوں کو اندیشہ ہو میاں اور بیوی کے درمیان ناچاقی کا تو ایک پنچ مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے بھیجو۔ اگر وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں تو اللہ ان کے درمیان موافقت پیدا کردیگا

جھگڑے کو چکانے اور صلح صفائی کے لئے جو طریقہ قرآن نے بتایا ہے وہ بڑا سادہ ہے۔ یعنی ذاتی اور نجی معاملات کو پبلک میں لانے کی بجائے آپس میں یا اپنے قابلِ اعتماد رشتہ دار (اہل) کے ذریعہ حل کرو۔ کسی تیسرے آدمی کو شریک کرکے معاملات … (Privacy) کو مجروح نہ کرو۔

(و) اور اگر نباہ کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو پھر میاں کو خوش اسلوبی کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا ہونا چاہیئے اور جدائی کی تین شکلیں ہیں۔ طلاق جس کا اختیار شوہر کو ہے، خلع جو عورت حاصل کرسکتی ہے اور عدالتی تفریق جو اسلامی عدالت کے ذریعہ حاصل اور نافذ کی جاتی ہے۔

اگر مرد تین طلاقیں دے دے تو نکاح ختم ہوجاتا ہے لیکن اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہر طلاق ایک زمانہ طہر میں دی جائے تاکہ اس بات کا موقع رہے کہ اگر یہ اقدام اشتعال کی وجہ سے تھا تو مرد رجوع کرلے۔

طلاق تین قسم کی ہوتی ہے۔ طلاق رجعی وہ ہے جو مندرجہ بالا مسنون طریقہ پر دی جائے۔ اور پہلی طلاق یا دوسری طلاق کے بعد زمانہ عدت ہی میں رجوع کرلیا جائے۔ دو طلاقوں تک بزمانہ عدت میں رجوع کا امکان رہتا ہے لیکن اگر عدت کے زمانہ میں رجوع

تو پھر طلاق بائن ہوجاتی ہے۔ اگر ایک طلاق دی ہے تو ایک طلاق بائن ہے اور اگر دو دی ہیں تو دو بائن ہیں۔ اس کا اثر یہ ہے کہ طلاق کے بائن ہوجانے کے بعد پھر صرف رجوع نہیں ہوسکتا۔ بلکہ دوبارہ نکاح ضروری ہے۔ اور یہ نکاح مرد اور عورت دونوں کی رضامندی ہی سے منعقد ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر تینوں طلاقیں دے دی جائیں خواہ ایک نشست میں خواہ تین طہروں میں تو طلاق مغلظ ہوجاتی ہے اور اس شکل میں اس عورت کا اس وقت تک طلاق دینے والے شوہر سے نکاح نہیں ہوسکتا جب تک کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح نہ ہوگیا ہو اور وہ اس سے متمتع نہ ہولیا ہو۔ تین طلاقوں کے طلاق مغلظ ہوجاتی ہے۔ اگر ایک ہی نشست میں دی گئی ہیں تب (فقہ حنفی کی رو سے) طلاق مکمل ہوجاتی ہے، اگرچہ طلاق دینے والے کو گناہ ہوتا [illegible] بھی دے سکتی ہے جیسے کہ حضرت عمرؓ نے دی

یہ اصول ان آیات و احادیث سے مستنبط ہیں۔

فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ

(الطلاق - ۲)

یا تو بھلے طریقے سے ان کو اپنے پاس رکھو یا بھلے طریقے سے ان سے جدا ہوجاؤ۔

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ (البقرہ - ۲۲۹)

طلاق دو مرتبہ ہے ہو تا تو بھلے طریقے سے روک لیا جائے یا پھر شریفانہ طریقے سے چھوڑ دیا جائے۔

إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ

(الطلاق — ۱-۲)

جب تم عورتوں کو طلاق دو تو زمانہ عدت میں رجوع کی گنجائش رکھتے ہوئے طلاق دو اور عدت کا زمانہ گنتے رہو اور اللہ سے ڈرو، اور ان کو گھروں سے نہ نکال دو اور نہ وہ خود نکلیں بجز اس صورت کے کہ وہ کسی کھلی بدکاری کی مرتکب ہوئی ہوں یہ اللہ کی حدود ہیں۔ اور جو اسلامی حدود سے تجاوز کرے گا وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔ تجھ کو کیا خبر کہ اللہ اس کے بعد کوئی اصلاح کی صورت پیدا کردے۔ پھر جب وہ حدیث مقررہ کے اختتام کو پہنچنے لگیں تو یا تو ان کو بھلے طریقے سے روک لو یا بھلے طریقے سے جدا ہوجاؤ۔

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (الطلاق — ۴)

اور تمہاری (مطلقہ عورتیں) جو حیض سے ناامید ہوچکی ہوں اگر تم کو ان کی عدت کے بارے میں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جن کو ابھی حیض نہیں آنے لگا ان کی عدت بھی یہی ہے اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ...... وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا (بقرۃ — ۲۲۸)

مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیضوں تک انتظار میں رکھیں ...... اگر ان کے شوہر اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں تو اس صورت میں وہ ان کو پھیر لینے کے زیادہ حق دار ہوں گے۔

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا

طلاق صرف دو بار ہے (یعنی جب دو بار طلاق دے دی جائے تو پھر عورتوں کو بطریق حسن نکاح میں رہنے دو یا

اَلَّا اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۔

(البقرہ ۲۳۱ - ۲۲۹)

بھلائی کے ساتھ چھوڑ دو اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت خاوند سے رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ خدا کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں۔ ان سے باہر نہ نکلنا اور جو لوگ خدا کی حدود سے باہر نکل جائیں گے اور گنہگار ہونگے پھر اگر شوہر دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق عورت کو دیدے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے اس پہلے شوہر پر حلال نہ ہوگی۔ ہاں اگر دوسرا خاوند بھی طلاق دیدے اور عورت اور پہلا خاوند پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ بشرطیکہ دونوں یقین کریں کہ خدا کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو طلاق کے طریقے کی تعلیم اس طرح فرمائی :۔

"ابن عمرؓ تم نے غلط طریقہ اختیار کیا۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ طہر کا انتظار کرو۔ پھر ایک ایک طہر پر ایک ایک طلاق دو۔ پھر جب وہ تیسری مرتبہ طاہر ہو تو اس وقت طلاق دے دو یا اس کو روک لو۔"

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے عرض کیا :۔

یا رسولَ اللہ ارأیتَ لو کنتُ طلّقتُھا ثلاثًا اَکانَ لی ان اراجعھا

اگر میں اس کو تین طلاقیں دیدیتا تو کیا پھر رجوع کا حق باقی رہتا۔

حضورؐ نے فرمایا: لَا کَانَتْ تَبِیْنُ وَتَکُوْنُ مَعْصِیَۃً ۔ نہیں وہ جدا ہو جاتی اور یہ گناہ ہوتا

ایک دوسری حدیث ہے :۔

"حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں (اس) عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا۔ اس نے صحبت کرنے سے قبل اس عورت کو طلاق دیدی۔ پہلے شوہر نے یہ چاہا کہ دوبارہ عقد کرلے۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلعم سے سوال کیا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ یہ جائز نہیں۔ جب تک دوسرا شوہر اس صحبت کر طلاق نہ دے جیسا شوہر اول سے ہوا تھا ..... (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا اِنَّہٗ قَدْ عَصٰی رَبَّہٗ وَبَانَتْ اِمْرَاَتُہٗ اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی عورت اس سے جدا ہو گئی۔"

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ میرے دادا نے اپنی ایک بیوی کو بیک وقت ہزار طلاقیں دے دیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے دادا نے خدا کا خوف نہیں کیا۔ ان میں سے تین کا انہیں حق تھا بقیہ ۹۹۷ سب ظلم و زیادتی ہیں اگرچہ اللہ چاہے گا تو معاف کردیگا اور چاہے گا تو سزا دیگا۔

(نیل الاوطار)

ان تمام آیات و احادیث سے مندرجہ ذیل نکات واضح ہوتے ہیں :۔

(۱) طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ تین طہر میں دی جائے۔ پہلے طہر پر پہلی طلاق، دوسرے پر دوسری اور پھر تیسرے پر تیسری

(۲) تیسری طلاق پر طلاق مغلظ ہوجاتی اور اس کے بعد کسی دوسرے شخص سے شادی کئے بغیر اس عورت کو نکاح میں نہیں لایا جاسکتا۔

(۳) اگر تینوں طلاق بیک وقت دیدی جائیں تب بھی طلاق مغلظ ہوجاتی ہے لیکن سنت کی خلاف ورزی پر گناہ ہوتا ہے اور اولی الامر اس کی سزا بھی دے سکتے ہیں۔

(۴) پہلی طلاق کے بعد عدت شروع ہوجاتی ہے جو تین حیض ہے۔ جسکے حیض بند ہوگیا ہو ان کے لئے تین ماہ اور حاملہ کے لئے وضع حمل۔

(۵) پہلی اور دوسری طلاق کے بعد عدت میں رجوع ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد نہیں

(۶) اگر تیسری طلاق نہیں دی گئی اور عدت کے دوران رجوع بھی نہیں کیا گیا تو عدت کے بعد صرف دوبارہ نکاح ہی کے ذریعہ زن و شو کا تعلق قائم ہوسکتا ہے۔

یہ ہے تعدد ازدواج کی اجازت اور طلاق کے سلسلہ میں اسلامی قانون ——— اس کے علاوہ جو بھی صورت ہوگی وہ حدود دین سے متجاوز ہوگی اور مسلمانوں کے معاشرے کے لئے ناقابل قبول۔ ملک و ملت کی تعمیر و ترقی اسلامی خطوط ہی پر ہوسکتی ہے۔ اسلامی خطوط سے ہٹ کر ہر کسی سے بڑی ترقی دین کا بہت بڑا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینی حدود کے احترام اور حفاظت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

[یہ مضمون جناب خورشید احمد دائم - اے) نے مرحمت فرمایا ہے۔ مجھے نظر ثانی میں کہیں کہیں یوں ہی قلم لگانے کی نوبت آئی ہے۔]

(نوٹ: عائلی کمیشن کی رپورٹ پر حضرت مولانا امین احسن اصلاحی نے [illegible] اور وہ تبصرہ فرمایا ہو اس پرانی شمارے میں [illegible] نظر میں) [illegible] ہے۔